بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

مسائلِ جنازہ

مرتبہ

مولانا عبدالقہار دھلوی

ناشر: دارالکتاب والسنۃ جماعت غرباء اہلحدیث

۹۹۸ پان منڈی، صدر بازار، دھلی ۱۱۰۰۰۶

ملنے کا پتہ:

مدرسہ محمدیہ و مسجد، ۴۹ اے میمن واڑہ روڈ، ممبئی ۴۰۰۰۰۳

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے بخاری شریف میں حدیث ہے کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا

اَطْعِمُوْا الْجَائِعَ وَعُوْدُوْا الْمَرِیْضَ وَفُکُّوْا الْعَانِیَ (بخاری) یعنی بھوکے کو کھلاؤ اور بیمار کی عیادت کرو اور قیدی کو چھڑاؤ۔

مریض سے دعاء کراؤ:

حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا

کہ جب تم کسی مریض کی عیادت کو جاؤ تو
اُس سے کہو کہ وہ تمہارے لئے دعا کرے
اِس لئے کہ اُس کی دعا فرشتوں کی دعا کی
طرح ہے (ابن ماجہ)

جب اِنتقال ہو جائے تو صبر کرو اور
صبر کی تلقین کرو۔ چونکہ یہ کام اُس وقت مشکل
ہوتا ہے اِس لئے اللہ تعالیٰ نے اس پر بڑا ہی
اجر وثواب رکھا ہے۔ اللہ تعالیٰ کی کمال مہربانی
یہ بھی ہے کہ وقت گذرنے کے باوجود مسلمان

مرد یا عورت کے دل میں اگر مصیبت یا صدمہ کی یاد تازہ ہو جائے تو اس وقت بھی قرآنی تعلیم کے مطابق اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّا اِلَيْهِ رَاجِعُوْنَ پڑھے تو اللہ تعالیٰ اسے اسی اجر و ثواب سے نواز دیتا ہے جو اس نے اپنے بندے کو صبر کرنے کی بنا پر پہلے موقع پر عطا فرمایا تھا۔ (مشکوٰۃ ص ۱۵۳ مسند احمد ص ۲۰۱ ج ۱)

اس کے برعکس زور سے رونے، چیخنے، چلانے، پیٹنے اور بیہودہ باتیں منہ سے نکالنے

والے نہ صرف اللہ کی رحمت سے محروم ہوتے ہیں بلکہ گناہ کے مرتکب ہوتے ہیں اس سے بڑھ کر محرومیّت کیا ہوسکتی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے نوحہ کرنے اور نوحہ میں دکھاوے کا ارادہ رکھنے والی پر لعنت بھیجی (ابوداؤد ص ۴۴۶)

لطیفہ :

میرے ایک عزیز جب فوت ہوئے تو میں نے دیکھا کہ ایک عورت باہر سے آئی، گھر میں داخل ہونے سے پہلے ٹھیک ٹھاک تھی لیکن جیسے

ہی گھر میں داخل ہوئی تو زور زور سے رونا اور چلاّنا شروع کردیا، میں نے جب اسے رونے سے منع کیا تو وہ اور شدت سے چلانے لگی، میں نے ذرا سختی سے جب منع کیا اور کہا کہ کیوں شور مچارہی ہو، تو اس نے روتے ہوئے جواب دیا، اگر روؤں گی نہیں تو گھر والے کہیں گے کہ میں ان کے صدمے میں شریک نہیں ہوئی، یہی کام جہالت کے دور میں ہوا کرتا تھا جس کو اسلام نے ختم کیا اور نہ رُکنے

والیوں پر لعنت بھیجی۔ ظاہر ہے کہ جس پر رسول اللہ ﷺ لعنت بھیجیں تو وہ جنت میں کیسے داخل ہو سکتی ہے؟

اُمِّ سلمہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ جب میرے خاوند ابو سلمہ رضی اللہ عنہ فوت ہوئے تو میں نے کہا کہ ابو سلمہ رضی اللہ عنہ پردیس میں مسافری کی حالت میں فوت ہو گئے، میں اس پر رونے کا ایسا مظاہرہ کروں گی کہ مدت تک لوگوں میں اس کا تذکرہ

ہوتا رہیگا، ایک اور عورت بھی میرے ساتھ
شریک ہونے کیلئے تیار ہوگئی ، رسول اللہ
ﷺ کو جب معلوم ہوا تو آپ ﷺ تشریف
لائے اور اُمِّ سلمہ رضی اللہ عنہا سے فرمایا۔
اَتُرِيْدِيْنَ اَنْ تُدْخِلِيْ الشَّيْطَانَ بَيْتاً
اَخْرَجَهُ اللّٰهُ مِنْهُ مَرَّتَيْنِ فَكَفَفْتُ عَنِ
الْبُكَاءِ فَلَمْ اَبْكِ (مسلم ص ۳۰۱ ج ۱) یعنی
کیا تو یہ ارادہ رکھتی ہے کہ اس گھر میں پھر سے
شیطان کو داخل کر دے جس سے اللہ تعالیٰ نے

اسے نکال دیا۔ چنانچہ میں رونے سے رک گئی اور نہ روئی۔

انہی سے منقول ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جب کسی مسلمان کو کوئی تکلیف پہونچے تو وہ اللہ کے حکم کے مطابق ۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ کہے اور دعا مانگے۔ اَللّٰھُمَّ اْجُرْنِیْ فِیْ مُصِیْبَتِیْ وَاخْلُفْ لِیْ خَیْرًا مِّنْھَا ۔ یعنی اے اللہ میری مصیبت پر مجھے اجر سے نواز اور جو لیا ہے اس

سے بہتر عطا فرما، جب مصیبت زدہ یہ دعا پڑھے گا تو اللہ تعالیٰ جو اس سے لیتا ہے اس سے بہتر عطا فرما دیتا ہے۔

اُمِ سلمہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ جب ابوسلمہ رضی اللہ عنہ فوت ہوئے تو میں نے کہا کہ مسلمانوں میں سے ابوسلمہ رضی اللہ عنہ سے کون بہتر ہوسکتا ہے؟ اس کا پہلا گھرانا تھا کہ جس نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف ہجرت کی لیکن اس کے باوجود میں آپ

ﷺ کی تعلیم کے مطابق یہ دعا پڑھتی۔ پھر اللہ تعالیٰ نے مجھے ابو سلمہ رضی اللہ عنہ کے بعد محمد ﷺ عطا فرما دیا، یعنی مجھے آپ ﷺ نے اپنی زوجیت میں لے لیا۔ (مسلم ص۳۰۰ ج۱)

اسی لیے رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ مؤمن کا معاملہ بڑا عجیب ہے۔ اگر اسے بھلائی پہونچے تو اللہ کی تعریف اور اس کا شکر کرتا ہے، اور اگر اس پر کوئی مصیبت نازل ہو تو پھر بھی اللہ تعالیٰ کی تعریف اور

صبر کرتا ہے پس مؤمن کو اس کے ہر معاملے
میں اجر دیا جاتا ہے یہاں تک کہ جو لقمہ اپنی
بیوی کے منہ میں رکھتا ہے اور اس کے لئے مہیا
کرتا ہے تو اس پر بھی اللہ سے اجر پاتا ہے۔

لہٰذا ہر مسلمان کو چاہیئے کہ اسلامی تعلیم
کے مطابق ہر مصیبت میں صبر و شکر کر کے اللہ
سے اجر پائے اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ
کا ورد اپنی زبان پر جاری کر کے جنت میں
اپنے لئے گھر بنوائے۔

نماز جنازہ اور اس کے مسائل کا بیان : میّت کو جب غسل دیں تو پہلے اس تختے یا جگہ کو صاف کرلیں جس پر میّت کو غسل دینا ہے۔ میّت کو نہلاتے وقت یہ خیال رکھیں کہ موحدین اور نیک نمازی غسل دیں۔ پانی گرم کرلیں پانی میں بیری کے پتّے ڈال لیں۔ غسل کراتے وقت اتنا کپڑا بدن پر رکھیں جتنا زندگی میں ضروری تھا، اور میّت کو اس طرح لٹائیں کہ پاؤں قبلہ رخ ہوں تا کہ منہ قبلہ رخ

رہے۔ اور غسل دینے والے خاص کر قریبی
رشتہ دار ہوں۔ اگر کوئی آدمی اپنی بیوی کو
غسل دے تو کوئی حرج نہیں۔ اسی طرح
بیوی اپنے خاوند کو غسل دے تو شرعاً جائز
ہے۔ حضرت ابوبکر صدّیق رضی اللہ عنہ کو
آپ کی اہلیہ اسماء رضی اللہ عنہا نے اپنے ہاتھ
سے غسل دیا تھا جب کہ صحابہ کرام رضوان اللہ
علیہم اجمعین کثیر تعداد میں موجود تھے، کسی نے
کوئی اعتراض نہیں کیا، اسی طرح حضرت

علی کرم اللہ وجہ امیر المؤمنین خلیفۃ المسلمین
نے فاطمہ رضی اللہ عنہا بنتِ رسول ﷺ
کو اپنے ہاتھوں سے غسل دیا تھا، اس پر کسی
نے کوئی اعتراض نہیں کیا تھا۔ (بلوغ المرام)

آج کل اس بات کا بہت چرچہ ہے کہ
مرد اپنی بیوی کا اور بیوی اپنے مرد کا مرنے کے
بعد منہ نہیں دیکھ سکتے اس لئے کہ ان کا نکاح
ٹوٹ گیا یہ سب باتیں جہالت کی ہیں۔ میاں
بیوی ایک دوسرے کو غسل بھی دیں اور ایک

دوسرے کا منہ بھی دیکھیں کوئی ممانعت نہیں۔
لہذا میّت کو نہلانے اور کفنانے کا
طریقہ بیان کیا جاتا ہے تاکہ جو اس فریضہ کو خود
ادا کرنا چاہتے ہوں ان کے لئے آسانی
ہو جائے اور ان کی دیکھا دیکھی دوسرے بھی
اس اہم فرض کی ادائیگی پر آمادہ ہو جائیں۔
حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ سے
مروی ہے۔ اَنَّ آدَمَ عَلَیْہِ السَّلاَمُ
قَبَضَتْہُ الْمَلَائِکَۃُ وَغَسَلُوْہُ وَکَفَنُوْہُ

وَحَضَرُوْا لَهٗ وَالْحَدُوْا وَصَلُّوْا عَلَيْهِ ثُمَّ دَخَلُوْا قَبْرَهٗ وَوَضَعُوْهُ فِيْ قَبْرِهٖ وَوَضَعُوْا عَلَيْهِ اللَّبَن ثُمَّ خَرَجُوْا مِنَ الْقَبَرِ ثُمَّ حَثُّوْا عَلَيْهِ التُّرَاب ثُمَّ قَالُوْا يَا بَنِیْ آدَمَ هٰذِهٖ سُنَّتُكُمْ.

(نیل الأوطار ص ۲۷، ۲۸ ج ۴) یعنی بیشک آدم علیہ السلام کو فرشتوں نے قبض کیا ان کو نہلایا اور کفنایا ان کے لئے لحد والی قبر کھودی اور ان پر نماز پڑھی۔ پھر ان کی قبر میں داخل ہو کر

ان کو قبر میں رکھا اور لحد کو اینٹوں سے بند کیا پھر قبر سے باہر آ کر ان پر مٹی ڈال دی۔ پھر انہوں نے کہا اے آدم کی اولاد! میّت کو دفنانے کا تمہارے لئے یہ طریقہ ہے۔

امام عبدالرزاق اور علامہ جمال الدین ابو محمد عبداللہ بن یوسف الحنفی الزیلعی المتوفی ۷۶۲ھ نے الفاظ کی کچھ کمی اور زیادتی کیساتھ اسی حدیث کو مرفوعاً بھی نقل کیا ہے۔

(مصنف عبدالرزاق ص۴۰۰ ج۳)

اس سے معلوم ہوا کہ میّت کو نہلانے،
کفنانے اور دفنانے کا طریقہ کوئی نیا نہیں بلکہ
حضرت آدم علیہ السلام کی وفات پر ہی شروع
ہوگیا تھا، اسلام نے اسکو مزید واضح کیا ہے۔
اُمِّ عطیّہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے
کہ جب رسول اللہ ﷺ کی بیٹی زینب رضی
اللہ عنہا فوت ہوئیں تو رسول اللہ ﷺ نے
ہمارے لئے ارشاد فرمایا۔ اِغْسِلْنَهَا وِتْرًا
ثَلاَثًا اَوْخَمْسًا وَاجْعَلْنَ فِیْ

اَلْخَامِسَةِ كَافُوْرًا اَوْ شَيْئًا مِنْ كَافُوْرٍ فَاِذَا غَسَلْتُنَّهَا فَاَعْلِمْنَنِىْ قَالَتْ فَاَعْلَمْنَاهُ فَاَعْطَانَا حِقْوَهُ وَقَالَ اَشْعِرْنَهَا اِيَّاهُ . (مصنف ابن ابی شیبہ ص۲۴۲،۲۴۳ ج ۳، صحیح مسلم ص ۳۰۵ ج ۱)

یعنی اس کو طاق غسل دینا یعنی تین یا پانچ مرتبہ اور پانچویں مرتبہ کافور یا کافور سے کچھ لگا دینا جب تم اسے غسل دے چکو تو مجھے خبر کر دینا۔ چنانچہ جب ہم نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو خبر دی تو

آپ ﷺ نے اپنی چادر مبارک اتار کر ہمیں دی اور فرمایا کہ اسمیں اس کو لپیٹ دو۔

امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے نقل کیا ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا کہ اس کو پانی اور بیری سے تین یا پانچ یا اس سے بھی زیادہ مرتبہ غسل دینا۔ حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا کی روایت میں سات مرتبہ بھی منقول ہے۔ (صحیح بخاری ص ۱۶۷)

آپ ﷺ نے یہ غسل دینے والیوں

پر چھوڑ دیا کہ جتنی مرتبہ مناسب سمجھیں یعنی جب تک صحیح طور پر صفائی نہ ہو جائے غسل دینا ہے۔ آپ ﷺ نے یہ بھی ارشاد فرمایا ہے:

اِبْدَءُوْا بِمَیَا مِنُھَا وَمَوَاضِعِ الْوُضُوْءِ مِنُھَا (صحیح بخاری ص ۱٦۸ ج۱، مسلم ص ۳۰۵ ج۱، ابن ابی شیبہ ص ۲۴۱ ج ۳، السنن الکبری ص ۳۸۸ ج ۳)

یعنی اس کے دائیں جانب اور وضو کی جگہوں سے شروع کرنا۔

اُمّ عطیہ رضی اللہ عنہا روایت کرتی ہیں

کہ ہم نے ان کے سر کے بالوں کو تین مینڈھوں میں تقسیم کرکے سر کے پچھلی طرف کردیا ۔(صحیح بخاری ص ۱۶۹)

ائمہ کرام اور علمائے امت نے میّت کو نہلانے کی مزید وضاحت یوں کی ہے کہ میّت کو ذرا اونچی جگہ تختے پر لٹایا جائے ، اس کے پاس ایک نہلانے والا اور دوسرا نہلانے میں اس کی مدد کرنے والا ہو۔ دونوں ہی نیک اور امین ہونے چاہییں ۔ کیونکہ کوئی اگر ایسی بات

میّت کی دیکھنے میں آئے جو بیان نہ ہونی چاہیئے تو وہ اس کو میّت کا راز سمجھ کر کسی پر افشانہ کریں کیونکہ رسول اللہ ﷺ کا ارشاد مبارک ہے۔ مَنْ سَتَرَ مُسْلِمًا سَتَرَهُ اللّٰهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ ۔(صحیح بخاری ص ۳۳۰۔ مسلم ص ۳۲۲ ج ۲) یعنی جو کسی مسلمان کی پردہ داری کریگا قیامت کے روز اللہ اسکی پردہ داری کریگا۔

پانی میں بیری کے پتّے ڈال کر میّت کو نہلانے کیلئے نیم گرم کرلیا جائے، چونکہ رسول اللہ

ﷺ کے عہد مبارک میں اور آپ ﷺ کے
بعد بھی ایسا ہوتا رہا ہے لہٰذا مسنون یہی ہے،
ویسے صابن سے فائدہ اٹھانا بھی سنّت کے
خلاف نہیں کیونکہ مقصود میّت کی صفائی ہوتی ہے
اس لئے جس سے صفائی زیادہ حاصل ہوسکے وہ
چیز استعمال کرنے میں کوئی حرج نہیں۔

میّت کے پاس خوشبو کا بھی بندوبست
کرلیا جائے تو مناسب ہوگا۔ کیونکہ نہلاتے
وقت پیٹ سے گندگی نکلنے کا عام امکان ہوتا

ہے اس وقت خوشبو کی موجودگی میں گندگی کی بُو
کم محسوس ہوتی ہے۔
میّت کے کپڑے اُتار کر شرمگاہ پر کوئی
کپڑا رہنے دیا جانا چاہیئے پھر نرمی کیساتھ میّت
کے پیٹ کو دبایا جائے تا کہ اگر کوئی گندگی پیٹ
سے پہلے ہی نکل جائے تو بہتر ہے۔نہلانے
والا اپنے ہاتھ پر کپڑے کی سلی ہوئی تھیلی چڑھا
کر میّت کی گندگی اور شرمگاہ کو دھوکر اچھی طرح
صاف کرے پھر رسول اللہ ﷺ کے ارشاد

مبارک کے مطابق دائیں جانب سے وضو کی
جگہوں سے غسل کا آغاز کرے۔ علمائے کرام کا
اس پر اتفاق ہے کہ میّت کو پہلے وضو کرایا جائے
لیکن کلی کے لئے منہ میں اور ناک صاف
کرنے کیلئے ناک میں پانی نہ ڈالا جائے کیونکہ
جو بھی پانی ڈالا جائے وہ پیٹ میں چلا جائے
اور وہ میّت کی جلدی خرابی کا باعث بن سکتا ہے
لہٰذا کپڑے یا روئی کو گیلا کر کے پہلے دانتوں کو
صاف کیا جائے، پھر اسی طرح ناک بھی صاف

کی جائے۔

وضو کروانے کے بعد میّت کو پہلے بائیں پہلو پر کر کے اس پر پانی بہایا جائے۔ سر سے پاؤں تک صابن لگا کر ممکنہ حد تک صفائی کی جائے، پھر دائیں پہلو پر کر کے اسی طرح جسم کے بائیں پہلو کو دھویا جائے۔ اگر میّت کے بال ہوں تو ان کو بھی اچھی طرح دھو لیا جائے اور خوشبو لگائی جائے یہ ایک مرتبہ غسل ہو گیا۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد کے مطابق

اسی طرح میّت کو تین یا پانچ یا سات مرتبہ نہلایا جائے۔تا کہ اچھی طرح صفائی ہو جائے ۔ عورت ہونے کی صورت میں میّت کے بالوں کو دھوکر دو تین مینڈھیاں کر کے سر کی پچھلی طرف ڈال دی جائیں۔ پھر صاف ستھرے کپڑے کے ساتھ میّت کے جسم کو پونچھ لیا جائے تا کہ کفن خراب نہ ہو۔

رسول اللہ ﷺ نے اپنی بیٹی کو آخر میں کافور لگانے کا حکم دیا تھا اس لئے

آپ ﷺ کی سنت پر عمل کرتے ہوئے میّت

کو کافور لگایا جاتا ہے۔ اگر کافور میسر نہ

ہو سکے تو کوئی بھی اچھی خوشبو کام دے سکتی

ہے لیکن کافور کا اپنا ایک خاصہ ہے ایک تو

یہ ٹھنڈا ہوتا ہے جو میّت کے جسم کے لئے مفید

ہوتا ہے اور دوسرا یہ کہ اس کی ایسی خوشبو ہے

جس سے کیڑے مکوڑے میّت کے جسم کے

جلدی قریب نہیں آتے۔

میّت کے سجدہ کرنے والے اعضاء

پر خاص طور پر کافور کا لگایا جانا علمائے کرام کے نزدیک مستحب ہے۔ ویسے اگر سارے جسم پر بھی لگا دیا جائے تو اچھا رہتا ہے۔ کافور کے لگ جانے کے بعد میّت کفنانے کے لئے تیار ہو جاتی ہے۔ (مصنف ابن ابی شیبہ ص ۲۵۰، ج ۳)

اور عطر بھی لگایا جائے۔

غسل دینے والے پر بعد میں خود نہانا ضروری ہے : ابو ہریرۃ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا،

مَنْ غَسَّلَ الْمَيِّتَ فَلْيَغْتَسِلْ وَمَنْ حَمَلَهُ فَلْيَتَوَضَّأْ. (ابوداؤد ص ۴۵۰، ابن ماجہ ص ۱۰۵، زوائد ابن حبان ص ۱۹۱) یعنی جس نے میّت کو غسل دیا اس کو چاہیئے کہ نہائے اور جس نے اس کو اٹھایا اس کو وضو کرنا چاہیئے۔

غسل دینے والے کی فضیلت:

حضرت علی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول ﷺ نے ارشاد فرمایا مَنْ غَسَّلَ مَيِّتاً وَكَفَّنَهُ وَحَنَّطَهُ وَحَمَلَهُ وَصَلَّى

عَلَيْهِ وَلَمْ يُفْشِ عَلَيْهِ مَا رَأَى خَرَجَ مِنْ خَطِيْئَتِهِ مِثْلَ يَوْمِ وَلَدَتْهُ اُمُّهُ .

(ابن ماجہ ص ۱۰۵، نیل الاوطار، ص ۲۷ ج ۴)

یعنی جس نے میّت کو غسل دیا، کفنایا، خوشبو لگائی، اٹھایا، اس پر نماز پڑھی اور میّت کی کوئی چیز دیکھی پھر اسے صیغہ راز میں رکھا تو اپنے گناہوں سے نکل کر اس دن کی طرح ہو جائے گا جس دن اس کی ماں نے جنا تھا۔

اسی طرح حضرت معاذ رضی اللہ عنہ

بن جبل کا قول ہے کہ جس نے میّت کو غسل دیا
اور اس میں امانت کا حق ادا کیا تو وہ گناہوں
سے اس دن کی طرح صاف ہو گیا جس دن
اس کی ماں نے اسے جنا تھا۔ (مصنف ابن
ابی شیبہ صفحہ ۳۷۰ مصنف عبدالرزاق ص ۴۰۴ ج ۳)

حضرت علی رضی اللہ عنہ ہی سے ایک
اور حدیث نقل ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ان
سے ارشاد فرمایا، اے علی رضی اللہ عنہ! مرنے
والوں کو نہلایا کر۔ اس لئے کہ جس نے میّت کو

نہلایا، اسے ستر بخششوں سے نواز دیا جاتا
ہے۔ اگر ایک بخشش کو تمام مخلوق میں تقسیم کیا
جائے تو ان کو کفایت کر جائے گی۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ نے عرض کیا،
اللہ کے رسول ﷺ! میّت کو غسل دینے والا
غسل دیتے وقت کیا کہے؟ آپ ﷺ نے
فرمایا، وہ کہے، غُفرانَکَ یَا رَحْمٰنُ
"اے رحمٰن تیری بخشش کا میں طلبگار ہوں"
یہاں تک کہ وہ غسل دینے سے فارغ ہو جائے

(نصب الرایہ ص۲۵۶ ج ۲)

ثابت ہوا کہ میّت کو غسل دینا بڑے ہی اجر وثواب کا کام ہے، لہٰذا مسلمانوں کو چاہیئے کہ غسل دینے کے طریقہ کو اچھی طرح سمجھ کر خود اپنے ہاتھوں سے اپنے عزیزوں اور قریبوں کو نہلائیں اور کفنائیں۔

میّت کا کفن: جابر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: **اِذَا کَفَّنَ اَحَدُکُمْ اَخَاہُ فَلْیُحَسِّنْ کَفَنَہٗ**

یعنی جب تم میں سے کوئی شخص اپنے کسی بھائی
کو کفن دے تو اس کو اچھا کفن دے (مسلم ص ۳۰۶
ج ۱، ابوداؤد ص ۴۴۹، محلّٰی ابن حزم ص ۱۱۳، ج ۵) اسی
طرح کی روایت ابوقتادہ رضی اللہ عنہ سے بھی منقول
ہے (ابن ماجہ ص ۱۰۶، ترمذی ص ۱۵۰، ج ۱)
اس سے یہ مراد نہیں کہ کفن کے بارے
میں غلو کیا جائے بلکہ کفن درمیانہ صاف ستھرا
اچھا ہونا چاہیئے کیونکہ حضرت علی رضی اللہ عنہ
سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد

فرمایا : لَا تَغَالُوْا فِی الْکَفَنِ فَاِنَّهُ یَسْلُبُ سَلْبًا سَرِیْعًا (ابوداؤد ص ۴۴۹، السنن الکبری ص ۴۰۳ ج ۲) یعنی کفن دینے میں غلو مت کرو اس لئے کہ وہ جلدی خراب ہو جاتا ہے۔

حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ نے بھی اپنے کفن کے بارے میں کہا تھا: لَا تَغَالُوْا فِی الْکَفَنِ اِشْتَرُوْا لِیْ ثَوْبَیْنِ نَقِیَّیْنِ یعنی کفن میں غلو نہ کرنا میرے لئے دو صاف ستھرے کپڑے خرید لینا (محلّٰی ابن حزم ص

۱۱۳، ج ۵، مصنف عبدالرزاق ص ۴۳۲، ج ۳)

دونوں روایتوں میں کوئی تضاد یا ٹکراؤ نہیں بلکہ کفن کے بارے میں اعتدال اختیار کرنے کی طرف راہنمائی کی گئی ہے۔ کفن جب میسر آسکے تو درمیانی درجے کا اچھا ہونا مستحب ہے اگر نہ مل سکے تو جیسا بھی ہو اس سے گزارہ کرلینا ہی مستحب ہے، جیسا کہ جنگ اُحد کے موقع پر بڑے بڑے جلیل القدر صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کے ساتھ ہوا۔

مسئلہ یہ ہے کہ مرد کی میّت کو تین چادروں میں کفنایا جائے اس لئے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو راجح روایت کے مطابق تین چادروں میں کفنایا گیا تھا، جیسا کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کُفِّنَ فِی ثَلٰثَةِ اَثْوَابٍ بِیْضٍ سَحُوْلِیَّةٍ لَیْسَ فِیْھَا قَمِیْصٌ وَّلَا عَمَامَةٌ (صحیح مسلم ص۳۰۶ ج ۱، بدایۃ المجتھد ص ۱۶۸ ج ۱، صحیح بخاری ص ۱۶۹، الھدایۃ ص ۱۳۷، فصل فی تکفین، نصب الرایہ ص ۲۶۰ ج ۲)

یعنی آپ ﷺ کو تین سفید سحولیہ کپڑوں میں کفنایا گیا۔ ان میں قمیص اور پگڑی نہ تھی

یہ بھی واضح ہوا کہ کفن سفید ہو تو اچھا ہے کیونکہ رسول اللہ ﷺ کو سفید کپڑے پسند تھے اسی لئے آپ ﷺ نے فرمایا اَلْبَسُوْا مِنْ ثِیَابِکُمُ الْبَیَاضَ فَاِنَّھَا مِنْ خَیْرِ ثِیَابِکُمْ وَکَفِّنُوْا فِیْھَا مَوْتَاکُمْ (فتح الباری ص ۱۳۵ ج ۳، فقہ السنۃ ص ۵۱۸ ج ۱، مصنف عبدالرزاق ص ۴۲۹ ج ۳)

یعنی اپنے کپڑوں میں سے سفید کپڑے پہنا کرو اس لئے کہ وہ تمہارے کپڑوں میں سے بہتر ہیں اور انہی میں اپنے مُردوں کو کفنایا کرو۔

محدثین، فقہاء اور علماء کرام کے نزدیک عورت کو پانچ کپڑوں میں کفنانا مستحب ہے اگر پانچ میسر نہ ہوں تو تین بھی کفایت کرسکتے ہیں۔ تین میں ایک قمیص۔ ایک چادر اور ایک لفافہ کا ہونا ضروری ہے۔

اور پانچ ہونے کی صورت میں سر کی اوڑھنی اور چھاتیوں پر باندھنے کے لئے کپڑا بنالیا جاتا ہے۔ مرد عورت دونوں کے کفن کے لفافے اتنے لمبے ہونے چاہیئے کہ سر اور پاؤں کی طرف سے باندھنے اور قبر میں اتارنے کے لئے پکڑنے میں آسانی ہو سکے۔ کفن کو جسم کے ساتھ لگائے رکھنے کے لئے کمر پر بھی ایک بند باندھ لیا جائے تو ٹھیک ہے۔ (الفقہ علی المذاہب الاربعۃ ص

۵۱۵، الھدایہ ص ۱۳۷، ۱۳۸، فقہ السنۃ ص
۱۵۹، ج ۱، ترمذی ص ۱۵۱ ج ۱)

اگر میّت مرد ہو تو اس کے لئے صرف تین چادریں مسنون ہیں۔ غسل کے بعد میّت کو کفنانے کا طریقہ یہ ہے کہ چارپائی پر ایک چادر جو تقریباً تین گز لمبی اور ڈیڑھ گز چوڑی ہو بچھا دیں۔ پھر دوسری چادر اتنی ہی لمبی چوڑی اس کے اوپر بچھا دیں۔ پھر اسی طرح تیسری چادر بھی بچھا دیں۔ تینوں کو بچھا

کر میّت کو چارپائی پر لٹادیں اور پہلی چادر کو بائیں جانب سے الٹ دیں۔ پھر دائیں طرف سے الٹ دیں۔ اسی طرح سے دوسری اور تیسری لپیٹ دیں اور پھر سر کی جانب گرہ لگادیں۔ ایک درمیان میں اور ایک پاؤں کے آخر میں گرہ لگادیں، یہ تھا کفن مرد میّت کا۔

اب میّت عورت کا کفن بھی سن لیجئے۔ عورت کے کفن میں تین چادریں اور ایک

سینہ بند اور ایک سر کا رومال۔ یہ پانچ کپڑے ہوئے۔ عورت کے کفن میں پاجامہ کرتی وغیرہ نہیں، ملاحظہ ہو بخاری شریف ص ۱۳۹۔

مسلمانوں کو نماز جنازہ کے بغیر دفن کرنا منع ہے (بلوغ المرام) جنازہ کی نماز ضرور پڑھنی چاہیئے اور نہایت خشوع و خضوع کیساتھ میّت کے لئے دعا کرنی چاہیئے۔ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا اِذَا صَلَّيْتُمْ عَلَى الْمَيِّتِ فَاَخْلِصُوْا لَهُ الدُّعَآءَ یعنی جب کسی میّت

پر جنازہ کی نماز پڑھو تو نہایت خلوص کے ساتھ دعائے مغفرت کرو۔ (ابوداؤد)

نماز جنازہ کی دعائیں:

پہلی دعاء: اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لَهُ وَارْحَمْهُ وَعَافِهِ وَاعْفُ عَنْهُ وَاَكْرِمْ نُزُلَهُ وَوَسِّعْ مَدْخَلَهُ وَاغْسِلْهُ بِالْمَاءِ وَالثَّلْجِ وَالْبَرْدِ وَنَقِّهِ مِنَ الْخَطَايَا كَمَا نَقَّيْتَ الثَّوْبَ الاَبْيَضَ مِنَ الدَّنَسِ

وَاَبْدِلْهُ دَارًا خَيْرًا مِّنْ دَارِهٖ وَاَهْلًا
خَيْرًا مِّنْ اَهْلِهٖ وَزَوْجًا خَيْرًا مِّنْ
زَوْجِهٖ وَاَدْخِلْهُ الْجَنَّةَ وَاَعِذْهُ مِنْ
عَذَابِ الْقَبْرِ وَعَذَابِ النَّارِ (مسلم)

ترجمہ: اے اللہ! اس کو بخش دے اور اس پر رحم کر اور اس کو سلامت رکھ اور اس کو معاف کر اور اس کی مہمانی اچھی طرح کر اور اس کی قبر کشادہ کر اور اس کو پانی اور برف اور اولے سے نہلا اور اس کو گناہوں سے اس

طرح پاک کر جس طرح تو نے سفید کپڑے کو میل سے صاف کیا اور اس کے گھر سے بہتر گھر اس کو بدل دے اور اس کے گھر والوں سے بہتر گھر والے۔ اور اس کے جوڑے سے بہتر اس کو جوڑا دے اور اس کو جنت میں داخل کر دے اور اس کو قبر کے عذاب سے اور دوزخ کے عذاب سے بچا۔

دوسری دعاء: اَللّٰھُمَّ اَنْتَ رَبُّھَا وَاَنْتَ خَلَقْتَھَا وَاَنْتَ

هَدَيْتَهَا اِلَى الْاِسْلَامِ وَاَنْتَ قَبَضْتَ رُوْحَهَا وَاَنْتَ اَعْلَمُ بِسِرِّهَا وَعَلَانِيَتِهَا جِئْنَا شُفَعَاءَ فَاغْفِرْ لَهَا (رواہ مالک)

ترجمہ: اے اللہ! تو ہی اس کا رب ہے اور تو نے ہی اس کو پیدا کیا ہے اور تو نے ہی اس کو اسلام کی طرف راہ دکھائی ہے اور تو نے ہی اسکی روح کو قبض کیا اور تو ہی اس کے ظاہر و باطن کو خوب جانتا ہے ہم سفارش

کرنے کے لئے حاضر ہوئے ہیں پس تو اس
کو بخش دے۔
تیسری دعاء۔ اَللّٰھُمَّ اجْعَلْہُ
لَنَا سَلَفًاوَّ فَرَطًاوَّ اَجْرًا (بخاری) یہ
دعا بچوں کے لئے خاص ہے
ترجمہ: اے اللہ! اس کو ہمارے
واسطے آگے چلنے والا اور میرے منزل اور اجر
کا باعث بنا دے۔
چوتھی دعاء۔ اَللّٰھُمَّ اغْفِرْ

لِحَيِّنَا وَمَيِّتِنَا وَشَاهِدِنَا وَغَائِبِنَا وَصَغِيرِنَا وَكَبِيرِنَا وَذَكَرِنَا وَاُنْثَانَا اَللّٰهُمَّ مَنْ اَحْيَيْتَهُ مِنَّا فَاَحْيِهِ عَلَى الْاِسْلَامِ وَمَنْ تَوَفَّيْتَهُ مِنَّا فَتَوَفَّهُ عَلَى الْاِيْمَانِ اَللّٰهُمَّ لَا تَحْرِمْنَا اَجْرَهُ وَلَا تَفْتِنَّا بَعْدَهُ۔

(احمد، ابوداؤد، ترمذی، ابن ماجہ، مشکوٰۃ)

ترجمہ: اے اللہ! ہمارے زندوں کو اور مردوں کو اور حاضر اور غائب اور چھوٹوں اور

بڑوں اور مَردوں اور عورتوں کو بخشدے،

اے اللہ ہم میں سے جسے تو زندہ رکھے اس کو

اسلام پر زندہ رکھ اور ہم میں سے جسے تو

فوت کرے تو تُو اسے ایمان پر فوت کر، اے

اللہ! تو ہمیں اس کے ثواب سے محروم نہ کر

اور ہم کو اس کے ثواب سے محروم نہ کر اور ہم کو

اس کے بعد نہ آزما۔

نماز جنازہ کی دیگر دعائیں:

پانچویں دعاء۔ اَللّٰھُمَّ اِنَّ

فُلاَنَ ابْــنُ فُلاَنَ فِــی ذِمَّتِکَ
وَحَبْلِ جِوارِکَ فَقِــهِ مِنْ فِتْنَةِ
الْـقَبْـرِ وَعَذَابِ النَّارِ وَاَنْتَ اَهْلُ
الْـوَفَـاءِ وَالْـحَـقِّ اَلـلّٰهُمَّ اغْفِرْلَـهُ
وَارْحَـمَـهُ اِنَّکَ اَنْــتَ الْـغَفُوْرُ
الـرَّحِيْمُ (ابوداؤد، ابن ماجہ) فـلان بن
فلان کی جگہ میّت اور اس کے باپ کا نام لے۔
چھٹی دعاء: اَلـلّٰهُمَّ عَبْدُکَ
وَابْــنُ عَبْـدِکَ کَـانَ يَشْهَـدُ اَنْ

لَآ اِلٰــهَ اِلَّا اللّٰــهُ وَاَنَّ مُـحَـمَّـدًا
عَبْدُکَ وَرَسُوْلُکَ وَاَنْتَ اَعْلَمُ
بِهِ مِنِّی اِنْ کَانَ مُحْسِنًا فَزِدْفِی
اِحْسَــانِـهِ وَاِنْ کَــانَ مُسِیْـئًـا
فَـاغْـفِـرْلَهُ وَلَا تَحْرِمْنَا اَجْرَهُ وَلَا
تَفْتِنَّا بَعْدَهُ. (ابن حبان)

ترجمہ: اے اللہ! یہ تیرا غلام ہے اور تیرے غلام کا بیٹا ہے یہ اس بات کی گواہی دیتا تھا کہ اللہ کے سوا کوئی عبادت

کے لائق نہیں اور بیشک محمد ﷺ تیرے بندے اور رسول ہیں۔ اور تو مجھ سے زیادہ اس کے حال کو جانتا ہے اگر یہ نیکی کو کرنے والا تھا تو اس کی نیکی میں زیادہ کر اور اگر گنہ گار تھا تو تُو اس کو بخشدے اور ہم کو اس کے ثواب سے محروم نہ کر اور اس کے بعد ہم کو فتنہ میں نہ ڈال۔

جنازہ کی نماز کا طریقہ :

جنازہ کی نماز کا طریقہ یہ ہے کہ نماز

پڑھنے سے پہلے میّت کی چارپائی اس طرح رکھیں کہ سر شمال کی طرف اور پاؤں جنوب کی طرف ہوں۔ اس کے بعد باوضو قبلہ رو ہو کر تین یا پانچ یا سات طاق صف بندی کریں اور چار تکبیروں کیساتھ میّت کے لئے مخلصانہ دعاء مغفرت کریں۔

امام کے کھڑے ہونے کی جگہ :

میّت اگر مرد ہے تو امام کو سر کے سامنے اور اگر عورت ہے تو بیچ میں کھڑا ہونا

چاہیئے ، اور دونوں ہاتھ مونڈھوں یا کانوں تک اٹھا کر پہلی تکبیر یعنی تکبیر تحریمہ کے بعد ہاتھ باندھ لینا چاہیئے اور اس کے بعد دعائے استفتاح یعنی ثناء ''اَللّٰھُمَّ بَاعِدْ'' الخ پڑھ کر پھر سورۃ فاتحہ اور کوئی سورت پڑھنی چاہیئے۔

جنازہ کی نماز میں سورہ فاتحہ کا پڑھنا سنت ہے۔

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ

عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَرَءَ عَلَى الْجَنَازَةِ بِفَاتِحَةِ الْكِتَابِ (ابن ماجہ)

ترجمہ: ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے جنازہ کی نماز میں سورہ فاتحہ پڑھی۔ طبرانی اوسط میں ہے:

وَكَانَ اَوَّلُ مَنْ صَلَّى عَلَيْهِ فِيْ مَوْضِعِ الْجَنَازَةِ فَتَقَدَّمَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَكَبَّرَ فَقَرَءَ بِاُمِّ الْقُرْآنِ فَجَهَرَ بِهَا ثُمَّ

كَبَّرَ الثَّانِيَةَ فَصَلَّى عَلَى نَفْسِهِ وَعَلَى الْمُرْسَلِيْنَ ثُمَّ كَبَّرَ الثَّالِثَةَ فَدَعَا لِلْمَيِّتِ الخ یعنی نبی ﷺ نماز جنازہ کے لئے آگے بڑھے اور اللہ اکبر یعنی پہلی تکبیر کے بعد سورہ فاتحہ جہر سے پڑھی پھر دوسری تکبیر کے بعد درود شریف پڑھا۔ پھر تیسری تکبیر کے بعد میّت کیلئے دعاء مغفرت کی۔

نیز سورہ فاتحہ کے ساتھ کسی سورہ کو ملانا چاہیئے جیسا کہ نسائی شریف میں ہے۔ طلحہ

بن عبداللہ بن عوف فرماتے ہیں: صَلَّيْتُ خَلْفَ ابْنَ عَبَّاسٍ عَلَى جَنَازَةٍ فَقَرَءَ بِفَاتِحَةِ الْكِتَابِ وَسُوْرَةٍ وَّجَهَرَ حَتّٰى اَسْمَعْنَا فَلَمَّا فَرَغَ اَخَذْتُ بِيَدِهِ فَسَاَلْتُهُ فَقَالَ سُنَّةٌ وَّحَقٌّ اور فتح القدیر ص۲-۱۹۱ ج۱ میں ہے رَوَى اَبُوْدَاؤُدُ عَنْ وَّاثِلَةَ ابْنِ الاَسْقَعِ قَالَ صَلّٰى بِنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم عَلٰى رَجُلٍ مِّنَ الْمُسْلِمِيْنَ

//

فَسَمِعْتُهُ يَقُوْلُ اَللّٰهُمَّ اِنَّ فُلَانَ

ابْنَ فُلَانٍ فِیْ ذِمَّتِکَ وَحَبْلِ

جَوَارِکَ اَلْحَدِیْثِ وَرُوِیَ اَیْضًا

حَدِیْثُ اَبِیْ هُرَیْرَةَ سَمِعْتُهُ مِنَ

النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمْ یَقُوْلُ اَللّٰهُمَّ اَنْتَ

رَبُّهَا وَاَنْتَ خَلَقْتَهَا وَاَنْتَ

هَدَیْتَهَا اِلَی الْاِسْلَامِ.

ان احادیث سے صاف اور واضح

طور سے ثابت ہوا کہ جنازہ زور سے پڑھنا

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت ہے۔
مزید دلائل فتاویٰ ستاریہ میں ملاحظہ ہوں۔

ابن عباس کا عمل: طلحہ بن عبداللہ بن عوف کہتے ہیں: صَلَّيْتُ خَلْفَ ابْنِ عَبَّاسٍ عَلَى جَنَازَةٍ فَقَرَءَ فَاتِحَةَ الْكِتَابِ فَقَالَ لِتَعْلَمُوْا اِنَّهَا سُنَّةٌ.
(بخاری) یعنی میں نے ابن عباس رضی اللہ عنہما کے پیچھے جنازہ کی نماز پڑھی تو انہوں نے جنازہ کی نماز میں سورہ فاتحہ پڑھی اور

فرمایا کہ میں نے سورہ فاتحہ اسلئے پڑھی ہے تا کہ لوگوں کو معلوم ہو جائے کہ جنازہ کی نماز میں سورہ فاتحہ کا پڑھنا سنت ہے۔

اور ایک روایت میں ہے ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا کہ میں نے جہر سے سورہ فاتحہ اس لئے پڑھی تا کہ تم لوگوں کو معلوم ہو جائے کہ جنازہ کی نماز میں سورہ فاتحہ کا پڑھنا سنت ہے۔

سورۃ فاتحہ کے پڑھنے کا حکم:

اُم شریک انصاریہ رضی اللہ عنہا
حدیث بیان کرتی ہیں کہ اَمَرَنَا رَسُوْلَ
اللّٰہِ صلی اللہ علیہ وسلم اَنْ نَقْرَءَ عَلٰی جَنَازَۃٍ
بِفَاتِحَۃِ الْکِتَابِ (ابن ماجہ) رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم نے ہم لوگوں کو حکم فرمایا کہ ہم لوگ
جنازہ کی نماز میں سورہ فاتحہ ضرور پڑھیں۔
اس کے بعد دوسری تکبیر کہے رفع الیدین
کر کے سینے پر ہاتھ باندھ لے۔ دونوں
درود شریف جو نماز میں پڑھے جاتے ہیں

پڑھے اس کے بعد رفع الیدین کرتا ہوا
تیسری تکبیر کہے اور مندرجہ بالا دعاؤں میں
سے کوئی دعا پڑھے۔

پانچوں دعائیں نماز جنازہ میں پڑھنی
درست ہیں، بچے کی الگ ہے۔اور جنازہ کی
دعائیں جن الفاظ سے حدیث میں آئی ہیں
انہی الفاظ کے ساتھ پڑھنی چاہیئے ۔ ان
میں کچھ بھی تغیر وتبدل نہیں کرنا چاہیئے ۔
مرد کا جنازہ ہو خواہ عورت کے لڑکے کا ہو یا

لڑکی کا۔ جس طرح دعا میں مذکر اور مؤنث

کی ضمیر آئی ہے اس کو اسی طرح پڑھنی

چاہیئے۔ ملاحظہ ہو (نیل الأوطار ص ۰۷ ج ۴)

تعزیت کے مسائل اور اس کا بیان :

مصیبت زدہ لوگوں کی تعزیت یعنی ان

کو صبر کی تلقین کرنا اور تسلی دینا سنت ہے۔

تعزیت سے مصیبت زدوں کے مغموم دلوں کو

تسلی ہو جاتی ہے۔ اور ان کو صبر و سکون حاصل

ہوتا ہے اور تعزیت کرنے والوں کو ثواب ملتا

ہے۔فرمایارسول اللہ ﷺ نے جومسلمان
اپنے کسی بھائی کی مصیبت میں اس کی
تعزیت کرے،تو اللہ تعالیٰ قیامت کے دن
بزرگی کا حلہ پہنائے گا۔روایت کیا اس کو
ابن ماجہ نے۔تعزیت کے فضیلت میں اور
بھی حدیثیں آئی ہیں تعزیت کے واسطے کوئی
خاص الفاظ مقرر نہیں ہیں ۔ ایسے الفاظ
ہونے چاہیئے جس سے رنج وغم دور ہوں اور
صبر اور تسلی حاصل ہو۔تعزیت کے وقت

میّت کے واسطے دعا کرنا بھی آیا ہے۔نسائی
اور ابوداؤد میں حدیث ہے کہ حضرت فاطمہ
رضی اللہ عنہا کسی صحابی کے گھر تعزیت کے
واسطے تشریف لے گئیں، جب آپ واپس
آئیں تو رسول اللہ ﷺ نے پوچھا کہ اے
فاطمہ کہاں گئیں تھیں؟ حضرت فاطمہ رضی
اللہ عنہا نے کہا ابا جی میں اس گھر والوں کے
پاس گئی تھی جن کے ہاں موت ہوگئی تھی۔
پس میں نے ان کی میّت کے لئے دعاء

رحمت اور ان کو تعزیت بھی کی ہے۔

(ابوداؤد مع عون المعبود ج ۳ ص ۱۶۰)

اور خود اللہ کے رسول ﷺ بھی اپنے صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کی تعزیت فرمایا کرتے۔ جب کسی کے ہاں موت ہو جاتی تھی۔

حضرت معاذ رضی اللہ عنہ بن جبل کو جب ان کا لڑکا فوت ہو گیا تھا۔ تو آپ نے خط لکھ کر تعزیت کی۔

میّت والوں کو جائز ہے کہ تعزیت
کرنے والوں کو گھر میں یا مسجد میں
بٹھائے۔ بخاری، مسلم میں ابو ہریرۃ رضی
اللہ عنہ سے روایت ہے کہ زید بن حارثہ رضی
اللہ عنہما اور جعفر رضی اللہ عنہ اور ابن رواحہ
رضی اللہ عنہ کے شہید ہونے کی خبر آئی تو
آپ ﷺ نے مسجد نبوی میں قیام فرمایا اور
اس حالت میں کہ آپ ﷺ کے چہرے
سے رنج اور غم ظاہر ہو رہا تھا۔ اس حدیث

سے یہ مسئلہ خوب واضح ہوگیا کہ گھر کے

بجائے مسجد ہی میں بیٹھنا درست ہے۔

تین دن تک افسوس میں بیٹھ سکتے ہیں۔اور

جو آج کل رواج ہے اور خاص کر پنجاب میں

ہے کہ صفیں بچھا کر تین روز تک جمع رہتے

ہیں اور خوب حقے پیتے ہیں۔اور مروجہ فاتحہ

پڑھتے ہیں یہ چیزیں حدیث سے ثابت نہیں

بلکہ بدعت ہے۔واللہ اعلم بالصواب۔

بیوہ عورت کے لئے چار ماہ دس دن

سوگ کے ہیں وہ ان دنوں میں کوئی زیب
وزینت نہ کرے ۔ بعد عدت کے کرسکتی
ہے۔ بلکہ نکاح کرلے تو بہتر ہوگا اگر
عورت حاملہ ہوتو جب تک وضع حمل نہیں ہوگا
وہ عدت ہی میں رہے گی۔ اگر خاوند کے
فوت ہونے کے بعد وضع حمل ہوجائے تو
اس پر بھی عدت نہیں ہے وہ جب چاہے
نکاح کرلے۔

اور یہ یاد رہے کہ اسلام کی مقرر کردہ

سوگ کی مدت کو اپنی مرضی سے بڑھانے گھٹانے کا کسی کو اختیار نہیں۔

قبروں کی زیارت کا مسنون طریقہ اور اس کے دیگر مسائل کا بیان:

قبروں کی زیارت کرنا مرد و عورت کے لئے جائز و درست ہے قبروں کی زیارت اس غرض سے مشروع ہوئی ہے کہ مُردوں کے واسطے استغفار کی جائے، اور قبروں کو دیکھ کر عبرت حاصل کی جائے اور اپنی موت اور

آخرت کا فکر کیا جائے، تا کہ دنیا سے دل بے رغبت ہو۔ اور آخرت کے سامان کا فکر اور خیال پیدا ہو پس اسی غرض کے حصول کے لئے قبروں کی زیارت کرنی چاہیئے۔ زیارت قبور کے واسطے کوئی خاص دن یا کوئی خاص وقت مقرر نہیں ہے جب اور جس وقت دل چاہے، دن کو یا رات کو زیارت قبر کے لئے قبرستان میں جائے۔ ہاں جمعہ کے دن قبروں کی زیارت کرنا بہ نسبت اور دنوں

کے افضل ہے۔ نبی ﷺ نے فرمایا جو شخص ہر جمعہ کو اپنے ماں باپ دونوں کی قبر کی یا ان میں سے ایک کی قبر کی زیارت کرے تو اس شخص کی مغفرت کی جاتی ہے۔ اور لکھ دیا جاتا ہے کہ وہ اپنے ماں باپ کا فرمانبردار ہے۔ روایت کیا اس کو بیہقی نے شعب الایمان میں۔

زیارت قبر کا طریقہ: زیارت قبر کا طریقہ یہ ہے کہ منہ قبر کی طرف اور پیٹھ

یعنی پشت قبلہ کی طرف کر کے کھڑا ہو۔ اور زیارت قبر کی جو جو مسنون دعائیں لکھی گئی ہیں وہ پڑھے۔

ابن عباس رضی اللہ عنہما کی حدیث میں آیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ مدینہ کی قبروں پر آئے تو آپ ﷺ نے اپنے منہ کو قبروں کی طرف کیا اور کہا السلام علیکم الخ روایت کیا اس حدیث کو ترمذی نے۔

اس حدیث سے ثابت ہوا ہے کہ

زیارت کرنے والے میّت پر سلام کرتے
وقت اپنے منہ کو میّت کی طرف کرے اور دعا
کرنے کے وقت بھی اپنے منہ کو میّت کی قبر
کی طرف کرے۔ اور اسی پر عام مسلمانوں کا
عمل ہے اور قبر کی زیارت کے وقت کھڑے
کھڑے دعا کرنا چاہیئے ۔ دعا بیٹھ کر کرنا
ثابت نہیں ہے اور ہاتھ اٹھا کر بھی دعا کرنا
ثابت ہے صحیح مسلم میں حضرت مائی عائشہ
صدیقہ طیّبہ طاہرہ رضی اللہ عنہا سے روایت

ہے کہ رسول اللہ ﷺ جنت البقیع میں

تشریف لے گئے اور کافی دیر تک کھڑے

رہے پھر تین بار دعا کے واسطے ہاتھ اٹھائے۔

اس حدیث صحیحہ سے قبر پر ہاتھ اٹھا کر

دعا کرنا ثابت ہو گیا ہے اور وہ بھی پرانی پر، تو

تازی قبروں پر ہاتھ اٹھانا یقیناً درست ہے۔

اگر قبروں پر ہاتھ اٹھا کر دعا مانگنا منع

ہوتا تو حضور ﷺ اس کے خلاف ہرگز نہ

کرتے۔ اب رہا یہ مسئلہ کہ دفن کے بعد تو

ہاتھ اٹھانے ثابت نہیں ۔ میں کہتا ہوں کہ آپ کا یہ فعل جو کہ صحیح مسلم میں ہے ہاتھ اٹھانے کا اسی سے استدلال کرنا صحیح ہے۔

کفن پر دعائیہ کلمات لکھنا :

ہمارے یہاں عام رواج ہوتا جا رہا ہے کہ میّت کے کفن پر دعائیہ کلمات لکھے جائیں حالانکہ قرآن و سنت میں اس کی کوئی اصل نہیں ۔ رسول اللہ ﷺ کی زندگی مبارک میں آپ ﷺ کے جانثار فوت ہوئے آپ

ﷺ نے ان کو اپنے ہاتھوں سے دفنایا پھر
آپ ﷺ کے بعد خلفاء راشدین کے عہد
مبارک میں یہ سلسلہ جاری رہا۔تابعین، تبع
تابعین اور ائمہ کرام کا زمانہ بھی ہمارے
سامنے موجود ہے لیکن کہیں یہ بات ثابت
نہیں کہ میّت کے کفن پر کبھی دعائیہ کلمات
لکھے گئے ہوں۔ظاہر ہے کہ دینی اعتبار سے
جو کام خیر القرون میں نہ ہوا وہ بعد میں خیر
و برکت کا سبب نہیں بن سکتا بلکہ بدعت کی

صورت اختیار کرنے کی وجہ سے آخرت کو ضرور برباد اور خراب کردیگا۔ کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا،

"جس نے بھی ہمارے دین میں کوئی نئی بات پیدا کی یا ایسا عمل کیا جو ہمارے طریقے کے مطابق نہ ہو وہ عنداللہ مردود ہوگا"

(بخاری ص۱۰۹۲-۱۷۳، مسلم ص۷۷ ج۲)

ضرورت اس بات کی ہے کہ ہر کام اور عمل سنت کے مطابق ہونا چاہیئے اور اپنی

طرف سے نئی نئی باتیں دین میں شامل
کرنے سے اجتناب کیا جائے۔

میّت کے لئے راہ داری:

آج کل اسلامی تعلیم سے واقفیت نہ
رکھنے والی عورتوں میں یہ بدعت بھی عام
ہوتی جارہی ہے کہ جب میّت کو اٹھا کر گھر
سے باہر لانے کا وقت قریب آتا ہے تو کوئی
ایک عورت نعرہ لگاتی ہے کہ میّت کے لئے
راہ داری کے ڈھائی سپارے تو پڑھ لو۔

چنانچہ میّت سے قریبی تعلق رکھنے والی خواتین فوراً راہ داری کا بندوبست کردیتی ہیں۔ یہ ایسا مسئلہ ہے کہ شریعت میں اس کا کوئی ثبوت نہیں۔ میّت کی حقیقی راہ داری کے لئے اس کے اپنے نیک اعمال وافعال ہوتے ہیں۔ اگر میّت نیک ہے تو اسے کسی بھی راہ داری کی محتاجی نہیں ہوتی اور اگر میّت کا ذاتی اعمال نامہ نیکیوں سے خالی ہو تو کوئی بھی راہ داری اس کے کام نہیں آسکتی۔

ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے مروی

ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا :

"جنازہ جب قبرستان لے جانے کے لئے

رکھا جاتا ہے اور لوگ اس کو اپنے کندھوں پر

اٹھاتے ہیں اگر میّت نیک وصالح ہو تو وہ

کہتی ہے کہ مجھے جلدی سے لے چلو۔ اگر

میّت صالح انسان کی نہ ہو تو وہ اپنے گھر

والوں سے کہتی ہے تمہاری ہلاکت ہو مجھے

کہاں لئے جا رہے ہو۔ میّت کی یہ آواز

سوائے انسان کے ہر شئے سنتی ہے۔ اگر

انسان میّت کی اس آواز کو سن لے تو بے

ہوش ہو جائے (بخاری صفحہ نمبر ۱۷۵-۱۷۶)

اس حدیث سے وضاحت ہو جاتی

ہے کہ ڈھائی سپارے کی راہ داری میّت کی

نجات کا سبب نہیں ہے بلکہ ہو سکتا ہے کہ

بدعت کی وجہ سے اہل خانہ کی نیکیاں برباد

ہو جائیں اور میّت کو الٹا نقصان پہونچے۔

لہٰذا اس وقت جو بہترین بات ہے وہ کلمہ خیر

اور میّت کے لئے نیک دعا ہے۔

میرے عزیزو! تلاوت کلام پاک اور یادِ مرگ سے سیاہی وزنگ دل کا دور ہو جاتا ہے پابندی سے کلام پاک کی تلاوت کرنا، سبحان اللہ بکثرت پڑھنا اور صدقہ دینا عذاب قبر کو بہت فائدہ پہونچاتا ہے، قبر روشن ہوتی ہے ورنہ خیریت نہیں ہے! عبد القہّار غُفِرَ لَہُ ولوالدیہ الغفار (آمین)